تاریخ تعمیر کعبہ

از
جناب غلام مرسلین ایم۔ اے لکچرر اسلامیات مسلم یونیورسٹی
علیگڈھ

خانۂ کعبہ کی تعمیر سب سے پہلے کب ہوئی اور اس کے بعد سے اب تک کتنی بار اسکی تعمیر ہو چکی ہے اس بارے میں مختلف روایتیں ملتی ہیں۔ ان سب کا حاصل یہ نکلتا ہے کہ خانۂ کعبہ کی تعمیر اب تک کل گیارہ مرتبہ ہوئی ہے :۔

(۱) تعمیر ملائکہ
(۲) تعمیر آدم علیہ السلام
(۳) تعمیر اولاد آدم علیہ السلام
(۴) تعمیر ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والسلام

بعض روایتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی نے خانۂ کعبہ کی تعمیر کی ہے۔ چنانچہ ابن کثیر نے بھی اسی روایت کی تائید کرتے ہوئے کہا ہے کہ کسی مستند اور باوثوق روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے قبل خانۂ کعبہ کی تعمیر ہوئی تھی۔ [1]

(۵) تعمیر عمالقہ
(۶) تعمیر جرہم

---

[1] دیکھئے :۔ البدایۃ والنہایۃ مصر ۱۳۵۱ھ، ۱/۱۶۳ اور تفسیر ابن کثیر مصر ۱۳۵۶ھ ۱/۱۲۵ ۔

(۷) تعمیر قصی بن کلاب

(۸) تعمیر قریش

(۹) تعمیر عبداللہ بن الزبیر

(۱۰) تعمیر حجاج بن یوسف

(۱۱) تعمیر سلطان مراد رابع

تعمیر ملائکہ | ازرقی نے بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے فرمایا میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں تو ملائکہ نے عرض کیا اے پروردگار، کیا آپ ہمارے علاوہ اس کو خلیفہ بنائیں گے جو زمین میں فساد پھیلائے گا اور خونریزی کرے گا۔ اس بات پر اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہو گیا۔ تو انہوں نے عرش کی پناہ لی اور تضرع و زاری کے ساتھ دعا میں مشغول ہو گئے۔ پھر سات بار عرش کا طواف کیا، تو اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور ان کو حکم دیا کہ تم زمین میں ایک گھر بناؤ۔ جو اس گھر کی پناہ لے گا اور اسی طرح اس کا طواف کرے گا جس طرح تم نے میرے عرش کا طواف کیا ہے تو میں اس کی مغفرت کر دوں گا۔ جسطرح میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے۔ تب ملائکہ نے بیت اللہ کی تعمیر کی۔ [۱]

ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو حکم دیا کہ تم البیت المعمور کے مانند زمین میں ایک گھر بناؤ۔ تو ملائکہ نے ارشاد خداوندی کی تعمیل کی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس گھر کا بھی اسی طرح طواف کیا جائے جس طرح البیت المعمور کا طواف کیا جاتا ہے۔ [۲]

تعمیر آدم علیہ السلام | عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو زمین پر اتار دیا تو انہوں نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار کیا بات ہے،

---

[۱] دیکھئے: اخبار مکہ للازرقی بیروت ۱۹۶۴ء، ص ۵۔ [۲] اخبار مکہ، ص ۵۔

ھے ملائکہ کی آواز نہیں سنائی دیتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم یہ تمہاری خطا کا
ہے۔ لیکن اب تم جاؤ اور میرا ایک گھر بناؤ پھر اس کے گرد طواف کرو اور میرا ذکر
جس طرح تم نے ملائکہ کو میرے عرش کے گرد کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ تب حضرت
نے قدم بڑھایا یہاں تک کہ وہ مکہ پہنچے۔ پھر وہاں بیت اللہ کی تعمیر کی۔ عبداللہ
عباس کہتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت آدم ہی نے خانہ کعبہ کی بنیاد رکھی اس میں نماز
ی اور اس کا طواف کیا۔ پھر خانہ کعبہ اسی حالت پر رہا یہاں تک کہ طوفانِ نوح
اس کا نشان مٹ گیا۔ [1]

ایک روایت میں اسی طرح مذکور ہے کہ جب حضرت آدم کو سرزمین ہند میں اتار
گیا تو ان پر بہت زیادہ رنج وغم طاری ہوا۔ اور وہ گریہ وزاری کرنے لگے۔ پھر
تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور ان کو مکہ جانے کا حکم دیا۔ جب وہ مکہ پہنچے
اللہ تعالیٰ نے ان کی تسلی کے لئے جنت کا ایک خیمہ ان کو عطا فرمایا اور اسے خانہ
بہ کی جگہ پر رکھ دیا۔ [2]

یرابراہیم علیہ السلام | طوفانِ نوح کے بعد خانہ کعبہ کی جگہ صرف ایک ٹیلہ باقی رہ گیا
۔ لوگ اتنا جانتے تھے کہ یہاں بیت اللہ ہے۔ لیکن اس کے صحیح مقام کی تعین نہ کرسکتے
ے۔ عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام وہاں حج کے لئے آتے تھے۔ لیکن
ں کی صحیح جگہ سے واقف نہیں تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو اس کا
لم عطا فرمایا [3]

پھر اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کو اس کی تعمیر کا حکم دیا تو وہ شام سے مکہ معظمہ
شریف لائے اور اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بیت اللہ

---

[1] اخبار مکہ ص ۷ ۔ [2] کتاب المعارف لابن قتیبہ، مصر ۱۹۳۴ء ص ۵۵۹

[3] مجمع الزوائد، قاہرہ ۱۳۵۲ھ ۳/۲۸۸

کی تعمیر کا حکم دیا ہے، حضرت اسماعیل نے دریافت کیا کہ وہ کس جگہ ہے تو آپ نے ایک بلند ٹیلہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ پھر دونوں اس کی بنیاد کھودنے میں مشغول ہوگئے حضرت اسماعیل پتھر لاتے اور حضرت ابراہیم علیہ تعمیر فرماتے تھے۔ [1]
جب تعمیر کرتے ہوئے حجر اسود کا مقام آیا تو آپ نے حضرت اسماعیلؑ سے ایک ایسا پتھر مانگا جو طواف شروع کرنے کے لئے علامت کا کام کرے۔ پھر آپ نے اس مقصد کے لئے حجر اسود کو نصب کر دیا۔ [2]

بیت اللہ کی تعمیر میں حضرت ابراہیم نے گارا اور چونے وغیرہ کا استعمال نہیں کیا۔ بلکہ پتھروں کو ایک پر ایک رکھ دیا۔ اور اس پر کوئی چھت بھی نہیں بنائی [3]
کعبہ کی بلندی حضرت ابراہیم نے ۹ ہاتھ رکھی اور اس کی لمبائی رکن اسود سے رکن شامی تک ۳۲ ہاتھ۔ رکن شامی سے رکن غربی تک ۲۲ ہاتھ، رکن غربی سے رکن یمانی تک ۳۱ ہاتھ اور رکن یمانی سے رکن اسود ۲۰ ہاتھ۔ اور اس کا دروازہ کھلا ہوا رکھا۔ [4]

تعمیر قریش | بیان کیا جاتا ہے کہ ایک عورت کعبہ کو خوشبو کی دھونی دے رہی تھی کہ اچانک اس کی انگیٹھی سے ایک چنگاری اڑ کر غلافِ کعبہ سے لگ گئی اور پورا غلاف جل گیا جس سے خانہ کعبہ میں شگاف پڑ گیا۔ پھر اس کے بعد سیلاب پر سیلاب آتے رہے۔ اور آخر کار ایک زبردست سیلاب آیا جس سے شگاف بہت زیادہ ہوگیا۔ یہ دیکھکر قریش کے لوگ گھبرا اٹھے۔ وہ کعبہ کو ازسرنو بنانا چاہتے تھے لیکن اس کو منہدم کرنے سے ڈرتے تھے کہ مبادا ان پر عذاب الٰہی نازل ہوجائے۔ [5]

---

[1] اخبار مکہ، ص ۲۶ ۔ [2] اخبار مکہ ص: ۲۸ ۔ [3] شفاء الغرام للفاسی، مکۃ المکرمۃ ۱۹۵۶ء ۱/۹۳ [4] اخبار مکہ، ص: ۳۱
[5] فتح الباری، بولاق ۱۳۰۰ھ، ۳/۳۵۰

ابھی وہ اس بارے میں باہم مشورہ ہی کر رہے تھے کہ ان کو یہ خبر ملی کہ ایک رومی جہاز جدہ کے پاس ساحل سے ٹکرا کر ٹوٹ گیا ہے پس وہ ساحل پر گئے اور جہاز کے تختے اور لکڑیاں خرید لیں۔ اس جہاز میں باقوم نامی ایک معمار بھی تھا۔ بعد میں اس کی نگرانی میں قریش نے خانۂ کعبہ کی تعمیر کی۔[۵۱]

شروع میں قریش کے لوگوں کو کعبہ کے ڈھانے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ پھر ولید بن مغیرہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک نہیں کرے گا جس کی نیت اصلاح و تعمیر کی ہو۔ یہ کہکر وہ کعبہ کی چھت پر چڑھ گیا اور کلہاڑی سے منہدم کرنا شروع کردیا جب لوگوں نے ولید کو صحیح و سالم دیکھا تو ان کی بھی ہمت پڑی اور وہ بھی اس کے ساتھ شریک ہو گئے پھر از سر نو کعبہ کی تعمیر کی۔[۵۲]

قریش کی اس تعمیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شرکت فرمائی تھی۔ اس وقت آپ کا سن شریف ۳۵ سال اور بقول بعض ۲۵ سال تھا۔[۵۳]

تعمیر کے دوران جب حجر اسود کو نصب کرنے کا وقت آیا تو قریش کے مختلف خاندانوں میں زبردست اختلاف پیدا ہوا۔ ہر خاندان یہی چاہتا تھا کہ حجر اسود کو نصب کرنے کا شرف اسی کو حاصل ہو۔ آخر کار اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ آئندہ صبح کو جو شخص سب سے پہلے کعبہ میں داخل ہو اسی کے ہاتھ سے حجر اسود کو نصب کرا دیا جائے۔ صبح کو لوگوں نے دیکھا کہ سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کعبہ میں تشریف لائے۔ پس باہمی معاہدہ کے مطابق آپ ہی نے اپنے دستِ مبارک سے حجر اسود کو نصب فرمایا۔[۵۴]

---

۵۱ فتح الباری، ۳/۳۵۱ ۵۲ فتح الباری، ۳/۳۵۱

۵۳ تاریخ القطبی، مکۃ المشرفۃ ۱۳۷۰ھ ص: ۵۶

۵۴ تفصیل کے لئے دیکھئے: سیرۃ ابن ہشام، مصر ۱۹۵۵ء ۱/۱۹۷۔

قریش نے اپنی تعمیر میں کعبہ کی بلندی ۹ ہاتھ مزید بڑھا کر کل ۱۸ ہاتھ کر دی، لیکن لمبائی شمال کی جانب چند ہاتھ گھٹا دی۔ اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ تعمیر کے وقت الوہب مخزومی نے قریش سے کہہ دیا تھا کہ کعبہ کی تعمیر میں صرف پاک مال کا استعمال کیا جائے۔ اور سود کا مال یا جو مال ظلم و زیادتی سے حاصل کیا گیا ہو اسے اس میں نہ لگایا جائے۔ اس لئے مصارف میں کمی پڑ گئی تو انہوں نے شمالی دیوار کو بنیاد ابراہیمی سے چند ہاتھ کم کر دی۔ ؎۱

تعمیر عبداللہ بن زبیرؓ: جب دمشق کی اموی خلافت کے بالمقابل مدینہ میں عبداللہ بن زبیرؓ نے ۶۴ھ میں اپنی خلافت قائم کی تو یزید نے حصین بن نمیر کی سرکردگی میں ایک فوج ابن زبیرؓ سے مقابلہ کے لئے روانہ کی۔ ابن زبیر اپنے سب ساتھیوں کو لیکر مکہ معظمہ چلے گئے۔ اور وہاں کعبہ کے گرد مسجد حرام میں پناہ گزیں ہو گئے۔ حصین بن نمیر نے مکہ کا محاصرہ کر کے قریب کی پہاڑیوں پر منجنیقیں نصب کرا دیں اور ان کے ذریعہ سے ابن زبیرؓ کے ساتھیوں پر پتھر پھینکنا شروع کیا۔ کچھ پتھر کعبہ کے اوپر بھی گرے جس کی وجہ سے اس میں کمزوری آگئی اور غلاف کعبہ پھٹ گیا ؎۲

اس کے بعد ابن زبیرؓ کے ساتھیوں میں سے کسی نے ایک خیمہ میں آگ جلائی۔ اس وقت ہوا بہت تیز چل رہی تھی۔ جس کی وجہ سے ایک چنگاری اڑ کر غلاف کعبہ میں لگ گئی۔ اس زمانہ میں مسجد حرام چھوٹی تھی اور قریش نے کعبہ کی تعمیر میں ساکھو کی لکڑی کا بھی استعمال کیا تھا۔ اس لئے جب غلاف کعبہ میں آگ لگی تو ساکھو کی لکڑیاں بھی جل گئیں۔ اس سے کعبہ کی دیواروں میں شگاف پڑ گئے۔ یہ دیکھکر دونوں فریق کے لوگ گھبرا اٹھے۔ ؎۳

؎۱ سیرۃ ابن ہشام ۱/۱۹۴، فتح الباری، ۳/۳۵۳۔

؎۲ اخبار مکہ، ص ۱۳۹۔ ؎۳ دیکھئے الجامع اللطیف لابن ظہیرۃ مصر ۱۹۳۸ء ص ۴۴

اسی اثنا میں یزید کے مرنے کی خبر پہنچی تو ابن زبیرؓ نے قریش کے چند اشخاص کو حصین کے پاس بھیجا۔ انہوں نے اس سے گفتگو کی اور کعبہ کو جو نقصان پہنچا تھا اس کی عظمت و اہمیت اس کے سامنے بیان کی تب وہ محاصرہ چھوڑ کر دمشق واپس چلا گیا[1]

اس کے بعد ابن زبیرؓ نے خانہ کعبہ کو گرا کر از سر نو تعمیر کا ارادہ کیا اور اس بارے میں قریش کے سربرآوردہ اشخاص سے مشورہ لیا لیکن اکثر لوگوں نے اس کی مخالفت کی۔ تاہم ابن زبیر اپنے ارادہ پر قائم رہے۔ وہ کعبہ کو ابراہیمی بنیادوں پر قائم کرانا چاہتے تھے کیونکہ ان کے پیش نظر وہ حدیث تھی جس میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا تھا کہ اگر تمہاری قوم کے لوگ زمانۂ کفر سے قریب نہ ہوتے تو کعبہ کو گرا کر دوبارہ تعمیر کراتا اور اس میں دو دروازے بنوا دیتا[2] اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی خواہش کعبہ کو از سر نو تعمیر کرانے کی تھی لیکن اندیشہ تھا کہ قریش انہدام کعبہ کو پسند نہ کریں گے اس لئے آپ اس سے باز رہے۔ ابن زبیرؓ چاہتے تھے کہ آنحضرت کی یہ خواہش ان ہی کے ہاتھوں سے پوری ہو۔[3]

غرض ۱۵ جمادی الآخرۃ ۶۴ھ کو ابن زبیرؓ نے ہدم کعبہ کا حکم دیدیا لیکن کسی کو اس کی جرأت نہ ہوئی اور اہل مکہ اس خوف سے منیٰ چلے گئے کہ مبادا اس کی وجہ سے ان پر عذاب الٰہی نازل ہو۔ تب ابن زبیرؓ کلھاڑی لے کر خود کعبہ کے اوپر چڑھ گئے اور اسے گرانا شروع کر دیا۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ ابن زبیرؓ کو کوئی حادثہ نہیں پہنچا تو وہ بھی شامل ہو گئے اور سب نے مل کر منہدم کر دیا۔[4]

اس کے بعد کعبہ کے شمالی جانب بنیاد ابراہیمی کا پتہ لگانے کے لئے کھدائی شروع ہوئی۔ بالآخر بڑی مشقت کے بعد بنیاد مل گئی۔ پھر تعمیر کا کام شروع ہوا۔ اور

---

[1] اخبار مکہ، ص: ۱۴۰۔ [2] صحیح البخاری، باب فضل مکہ، ۱/۲۱۵، صحیح مسلم، کتاب الحج ۱/۴۲۹
[3] الجامع اللطیف، ص ۸۶۔ [4] اخبار مکہ، ص: ۱۴۱۔

چاروں طرف لکڑی کے ستون نصب کر کے پردے ڈال دئے گئے تاکہ لوگ پردہ کے باہر طواف اور نماز ادا کرتے رہیں اور اندر تعمیری کام ہوتا رہے۔ [۵۱]

جب دیواریں کچھ بلند ہوگئیں اور حجر اسود کی جگہ آئی تو ٹھیک دوپہر کی گرمی کے وقت چپکے سے حجر اسود کو نصب کرا دیا گیا کیونکہ اس کا اندیشہ تھا کہ اگر لوگوں کو خبر ہو جائیگی تو وہ حجر اسود کو نصب کرنے میں اختلاف کریں گے۔ جیسا کہ قریش کی تعمیر کے وقت ہوا تھا[۵۲]

پھر جب دیواروں کی بلندی ۱۸ ہاتھ تک پہنچ گئی جتنی کہ پہلے تھی تو یہ بلندی کچھ کم معلوم ہوئی۔ کیونکہ شمالی دیوار بنیاد ابراہیمی پر اٹھانے کی وجہ سے لمبائی زیادہ ہوگئی تھی۔ اس لئے ابن زبیرؓ نے ۹ ہاتھ مزید بڑھاکر بلندی ۲۷ ہاتھ کرادی۔ اور فرمایا کہ قریش کی تعمیر سے قبل کعبہ کی بلندی ۹ ہاتھ تھی۔ قریش نے ۹ ہاتھ مزید بڑھاکر ۱۸ ہاتھ کردی تھی۔ اب میں نے مزید ۹ ہاتھ بڑھاکر ۲۷ ہاتھ کر دی ہے [۵۳]

اس کے علاوہ ابن زبیرؓ نے کعبہ کے اندر ایک صف میں تین ستون رکھے جبکہ اس سے قبل قریش نے دو صفوں میں چھ ستون رکھے تھے۔ نیز کعبہ میں ابن زبیرؓ نے آمنے سامنے دو دروازے بنوائے تاکہ ایک دروازہ سے کوئی شخص داخل ہو۔ اور دوسرے دروازہ سے باہر نکل جائے [۵۴]

بالآخر ۲۷ رجب ۶۵ھ کو تعمیر مکمل ہوگئی۔ اس روز ابن زبیر نے کعبہ کے اندر اور باہر تمام دیواروں میں اوپر سے نیچے تک مشک وعنبر لگایا اور غلاف پہنایا۔ پھر عمرہ کا اعلان کردیا اور پیدل مقام تنعیم گئے۔ جو مکہ سے تین چار میل کے فاصلہ پر ہے آپ کے ہمراہ قریش کے بہت سے لوگ تنعیم گئے۔ وہاں عمرہ کی نیت سے احرام باندھا پھر مکہ آکر خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ ابن زبیرؓ نے طواف میں چاروں ارکان کو بوسہ دیا اور فرمایا

---

۵۱ الجامع اللطیف، ص: ۸۹ ۵۲ شفاء الغرام، ۱/ ۸۹ ۵۳ اخبار مکہ، ص ۱۴۴

۵۴ الجامع اللطیف ص ۸۹۔ ۵۵ تاریخ القطبی، ص ۸۴۔

کہ رکن شامی اور رکن غربی کو بوسہ دینا اس لئے ترک کر دیا گیا تھا کہ یہ بنیاد ابراہیمی پر قائم نہیں تھے اس کے بعد سے ہر سال ۲۷ رجب کو اہل مکہ اسی طرح عمرہ ادا کرتے رہے۔ ؎۱

تعمیر حجاج | ابن زبیرؓ کی شہادت (۷۳ھ) کے بعد حجاج بن یوسف نے اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان کو لکھا کہ ابن زبیرؓ نے کعبہ میں کچھ حصہ ایسا بڑھا دیا ہے جو پہلے کعبہ میں شامل نہیں تھا اور ایک دوسرا دروازہ بھی بنوا دیا ہے لہذا اگر آپ کی اجازت ہو تو کعبہ کی تعمیر پھر قریش ہی کی بنیاد پر کرادی جائے۔ خلیفہ نے جواب دیا کہ ابن زبیرؓ نے کعبہ کی بلندی میں جو اضافہ کیا ہے اسے قائم رکھا جائے لیکن شمالی سمت میں جو حصہ بڑھا دیا ہے اسے کم کر دیا جائے۔ نیز مغربی جانب جو نیا دروازہ بنوایا ہے اسے بھی بند کر دیا جائے۔ چنانچہ حجاج نے فوراً شمالی دیوار منہدم کرا کے اسے پھر قریش ہی کی بنیاد پر بنوا دیا اور مغربی دروازہ بھی بند کرا دیا۔ ؎۲

کہا جاتا ہے کہ بعد میں جب عبدالملک کو حضرت عائشہؓ کی مذکورہ بالا حدیث کا علم ہوا جس پر اعتماد کر کے ابن زبیرؓ نے کعبہ کی تعمیر کی تھی تو اسے بڑی ندامت ہوئی اور اس نے حجاج پر لعنت کی۔ ؎۳

کچھ عرصہ کے بعد اسی حدیث کی بنا پر غالباً خلیفہ ہارون الرشید نے پھر کعبہ کو ابن زبیرؓ ہی کی بنیاد پر تعمیر کرانے کا ارادہ کیا اور اس بارے میں امام مالک سے رائے لی تو انہوں نے فرمایا کہ اے امیرالمومنین، بیت اللہ کو بادشاہوں کے لئے کھیل نہ بنائیے کہ جب جس کا جی چاہے اسے گرا کر دوبارہ بنوا دے کیونکہ اس سے اس کی عظمت و ہیبت لوگوں کے دلوں سے نکل جائے گی۔ ؎۴

تعمیر سلطان مراد | حجاج کی تعمیر کے بعد تقریباً ایک ہزار سال تک خانہ کعبہ کو از سر نو تعمیر کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ پھر سلطان مراد رابع (م ۱۰۴۹ھ) کے زمانہ

؎۱ صحیح مسلم، کتاب الحج ۱/۴۳۰۔ فتح الباری ۳/۳۵۵۔ ؎۲ شفاء الغرام، ۱/۹۹

؎۳ الجامع اللطیف، ص ۹۲۔

میں ایک زبردست سیلاب آیا جس سے شمالی دیوار پوری منہدم ہوگئی اور مشرقی دیوار باب کعبہ تک اور مغربی دیوار دو تہائی کے قریب گر گئی ۔ شمالی دیوار میں کچھ عرصہ قبل ہی شگاف پڑ گیا تھا جو سلطان مراد کے والد سلطان احمد (م ۱۰۲۶ھ) کے زمانہ میں کافی زیادہ ہوگیا تھا تو اسی وقت از سر نو تعمیر کی ضرورت محسوس کی گئی تھی لیکن اس وقت علمائے قسطنطنیہ نے کعبہ کو گرانے کی اجازت نہیں دی تھی ۔ اس لئے سلطان احمد کے حکم سے دیواروں کو لوہے کے تسموں سے باندھ دیا گیا تھا اور ان کے اوپر سونے اور چاندی کے پتر چڑھا دیے گئے تھے ۔ [1]

پھر جب ۱۰۳۹ھ میں مذکورہ سیلاب کی وجہ سے تین دیواریں خود بخود گر گئیں تو شریف مکہ مسعود بن ادریس نے علماء سے اس بارے میں مشورہ لیا انھوں نے جواب دیا کہ کعبہ کی تعمیر تمام مسلمانوں پر فرض کنایہ ہے اور سلطان کے نائب کی حیثیت سے شریف مکہ کو یہ کام انجام دینا چاہئے لیکن اس میں صرف پاک مال کا استعمال کیا جائے اس کے بعد معاملہ کی نزاکت و اہمیت کے پیش نظر شیخ محمد علی بن علان[2] کو خیال ہوا کہ اس بارے میں سلطان اسلام کو مطلع کرنا ضروری ہے ۔ چنانچہ انھوں نے اس سلسلے میں ایک رسالہ بھی مع دلائل کے تصنیف کر دیا لہذا شریف مکہ نے تعمیر کا کام شروع نہیں کرایا بلکہ لکڑیاں نصب کر کے کعبہ کے اوپر غلاف ڈال دیا اور سلطان مراد کو صورت حال کی اطلاع بھیج دی ۔ [3]

سلطان نے جلد ہی اپنے ایک نائب کے ساتھ عماراتی آلات و سامان ایک جہاز میں روانہ کر دیا جو ۲۶ ربیع الثانی ۱۰۴۰ھ کو مکہ معظمہ پہنچ گیا سلطان کی طرف سے دو انجنیر بھی آگئے تھے ۔ چنانچہ ۴ جمادی الآخرہ کو کام شروع ہو گیا اور دوسرے

[1] اخبار الکرام للاسدی، مخطوط حبیب گنج، مولانا آزاد لائبریری، مسلم یونیورسٹی علیگڈھ

[2] شیخ کے حالات کیلئے دیکھئے: خلاصۃ الآثار ۴/۱۸۴ ۔ [3] اخبار الکرام، ص: ۴۹

دن چھت گرادی گئی۔ دونوں انجینیروں کی رائے تھی کہ باقی دیواریں جو سیلاب کی زد سے بچ گئی تھیں ان کو بھی گرادیا جائے۔ چنانچہ اس بارے میں باہمی مشورہ کے لئے علماء ومشائخ کا ایک اجتماع ہوا جس میں کچھ لوگوں نے انجینیروں کی تائید کی لیکن بعض لوگوں نے کہا کہ کعبہ کے کسی حصہ کو گرانے کی جب تک شدید ضرورت لاحق نہ ہو اسے نہ گرایا جائے پھر کافی طویل بحث ومباحثہ کے بعد یہ طے پایا کہ مشرقی اور مغربی دیواروں کا جو حصہ باقی ہے اسے گرادیا جائے لیکن جنوبی دیوار کو بدستور قائم رہنے دیا جائے۔ کیونکہ اس میں کوئی خلل واقع نہیں ہوا۔ لیکن اس کے بعد انجینیروں کو جنوبی دیوار کا بھی گرانا ضروری معلوم ہوا۔ تو انھوں نے ایک سوال نامہ مرتب کیا جس پر علماء کی جماعت نے جواز کا فتویٰ لکھ دیا لہذا حجر اسود اور اس کے گرد کچھ پتھروں کو چھوڑ کر باقی تمام دیواریں گرادی گئیں۔

دیواروں کے گرانے کے بعد تمام بنیادیں صحیح وسالم اور مستحکم معلوم ہوئیں لہذا انھیں بنیادوں پر دیوار اٹھا کر تعمیر مکمل کرادی گئی۔ دیواروں میں کل پچیس ردے رکھے گئے جیسا کہ اس سے قبل ابن زبیرؓ کی تعمیر میں تھے۔ اخبار الکرام ص۵۰

یہ تعمیر ۲۷ر رمضان المبارک ۱۰۴۰ھ کو پایۂ تکمیل تک پہنچی۔ اس کے بعد سے اب تک کعبہ کی چھت اور دیواروں میں کوئی خلل رونما نہیں ہوا۔ چنانچہ آج تک خانۂ کعبہ سلطان مراد ہی کی تعمیر کرائی ہوئی حالت پر قائم ہے۔

صحت جلد نمبر ۷۹

برہان ماہ ستمبر ۱۹۷۷ء کی جلد ۷۹ شمارہ ۳ کا جلد نمبر ۷۹ کے بجائے ۸۰ طبع ہوگیا ہے قارئین جلد نمبر درست کرلیں۔

(منیجر)